هل کنت الا بشرا رسولا

ولی اللہ سعیدی فلاحی، ایڈیٹر ماہنامہ مجلہ تحقیقات نو، جامعۃ الفلاح بلریاگنج

مکرمی و محترمی مدیر برہان صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے بخیر و عافیت ہوں!

برہان شمارہ اکتوبر ۱۹۸۵ء میں جناب پروفیسر عنوان چشتی صاحب کا مضمون "سید سلیمان ندوی رح کا تصور نبوت" نظر سے گذرا مضمون کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد مجھے اس بات پر کافی افسوس ہوا کہ ایک علمی اور تحقیقی رسالہ ہونے کے باوجود برہان نے کیوں اس مضمون کو شامل اشاعت کر لیا مزید حیرت یہ کہ اس مضمون پر کوئی ادارتی نوٹ بھی نہیں لگایا، خدا کرے ایسا سہواً ہو۔

مجھے امید تھی کہ آئندہ کسی قریبی اشاعت میں اس مضمون پر تنقید یا تبصرہ شائع ہوگا، لیکن شاید اس جانب کسی کی نظر نہیں گئی۔ اپنے احساس کم علمی، بے مائیگی کے باوجود پروفیسر صاحب کے مضمون کی حدود میں معروضات ارسال خدمت کر رہا ہوں امید کہ برہان میں جگہ دیں گے۔ اس موضوع پر قلم اٹھانے کا محرک دو چیزیں تھیں، پہلی

چیز یہ کہ برہان جیسے علمی اور تحقیقی رسالے میں یہ شائع ہوا ہے، دوسرے کہ ادریٹو اور ایک پروفیسر ایسی باتیں لکھے۔ اللہ تعالیٰ اس کوشش کو قبول فرمائے آمین۔ رفقاء کو سلام عرض کریں۔

والسلام، ولی اللہ سعیدی۔

اللہ تعالیٰ نے کائنات کی تخلیق کرنے کے بعد انسانوں کو پیدا فرمایا اور اسے اشرف المخلوقات کا درجہ عنایت کیا نیز زندگی گذارنے کی جملہ ضروریات فراہم کیں جسمانی غذا کے ساتھ ساتھ روحانی غذا کے طور پر انبیاء و رسل کا لا متناہی سلسلہ جاری فرمایا تاکہ انسان اخروی کامیابی سے ہمکنار ہوسکے، الحمدللہ علیٰ ذالک۔

اس سلسلے کی سب سے پہلی کڑی حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے پیدا کیا اور سب سے پہلے انسان کی شکل میں وجود بخشا اسی لئے آپ کو ابوالبشر کہا جاتا ہے۔ آپ سب سے پہلے انسان بھی تھے، اور نبی بھی۔ انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے اللہ تعالیٰ نے آدم سے لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ جانے کتنے پیغمبر مبعوث فرمائے۔ سب کی دعوت ایک تھی، آخر میں سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آپ نے اپنے پیشرو انبیاء و رسل کی دعوت کی تجدید کی اور بھٹکے ہوئے لوگوں کو پھر سے خدا سے جوڑا اور انہیں حقیقی کامیابی کا صحیح طریقہ بتایا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور ان کی رسالت پر ایمان لانا نہایت ضروری ہے۔ اس کے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے میں جن باتوں نے عدم توازن پیدا کیا وہ ناکام و نامراد ہوگئیں اور انہیں اس بات کا مطلق احساس نہ ہوا کہ ان کی صحیح معرفت میں کوئی لغزش ہوتی ہے یا نہیں؟

لوگوں کے ذہنوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے سلسلے میں عموماً

دو اہم سوالات سر اٹھاتے ہیں۔

پہلا سوال یہ کہ آیا آپ بشر تھے یا نہیں؟ اور دوسرا یہ کہ آپ کی تخلیق مٹی سے ہوئی یا نور سے۔ قطع نظر اس کے کہ آپ نے ہمیں کس چیز کی تعلیم دی اور ہمیں کیا کرنا چاہئے، اکثر لوگ ان دونوں سوالات پر باہم مناظرہ بازی کرتے، بحث و مباحثہ چھیڑتے، اور جنگ و جدال پر اتر آتے ہیں۔ زیر نظر مضمون نمیں دونوں سوالات کے صحیح جوابات پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالیٰ اس حقیر کوشش کو قبول فرمائے۔ آمین

بشر کی تحقیق :-

بشر ایک مخلوق ہے جسے ہم انسان کہتے ہیں۔ عربی زبان میں بشر اسم جنس کے طور پر استعمال ہوتا ہے، واحد اور جمع سب کے لئے بشر ہی استعمال ہوتا ہے۔

ابن منظور لکھتے ہیں :-

بشر :- البشر الخلق یقع علی الانثیٰ والذکر والواحد والاثنین والجمع - البشر الانسان [1]

بشر :- ظهر الشئی مع حسن وجمال فالبشرۃ ظاهر جلد الانسان سمی البشر بشراً لظهورهم۔ [2]

تقریباً یہی الفاظ اقرب الموارد اور معجم الوسیط میں بھی ہیں [3]

... درانسان میں کوئی فرق نہیں۔ ایک ہی بنائے ہوئے ہیں ...
... ان کا اصل آدم ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے پیدا کیا ہے ...
... انسان کی نسل چلی ———— ہم سب اولاد آدم ہیں۔

---

[1] ابن المنظور - جلد ۴، ص ۵۹،
[2] ... لالفاظ ومعاییس اللغۃ لابی فارس ج ۱ ص ...
... ج ۱ ص ۵۲ - ۵۹

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت :-

قرآن مجید کے مطالعے سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیگر پیغمبروں کی طرح ایک پیغمبر اور انسان تھے۔ اس سلسلے میں قرآن کی چند آیات ملاحظہ فرمائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیّ انما الٰھکم الٰہ واحد فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً ولا یشرک بعبادۃ ربہ احداً۔ (۱۱۰ - الکھف ۱۸)

اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کہو میں تو ایک انسان ہوں تم ہی جیسا مجھ پر میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا خدا بس ایک ہی خدا ہے، پس جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کا امیدوار ہو اسے چاہئے کہ نیک عمل کرے اور بندگی میں اپنے رب کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کرے۔

دوسری جگہ یہی مضمون اس طرح ہے۔

قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیّ انما الٰھکم الٰہ واحد... فاستقیموا الیہ واستغفروہ۔ (۶ حٰمٓ السجدہ - ۴۱)

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہو میں تو ایک بشر ہوں تم ہی جیسا ہوں، مجھ وحی کے ذریعہ بتایا جاتا ہے کہ تمہارا تو بس ایک ہی خدا ہے، لہٰذا تم سیدھے اسی کا رخ اختیار کرو اور اسی سے معافی چاہو۔

٭ ٭ ٭

ان دونوں آیات سے اور اسی طرح دوسری کئی آیتوں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بشر ہونے کا پتہ چلتا ہے کیونکہ قرآن خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا اعلان کرتا ہے۔

اعتراضات اور ان کے جوابات :-

ایک فاضل مضمون نگار نے ان آیات سے یہ ثابت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر نہیں تھے، بلکہ مثل بشر تھے، وہ لکھتے ہیں "ان آیات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن حکیم نے بشر محض نہیں بلکہ مثل بشر قرار دیا ہے۔ مثل کا ترجمہ طرح اور جیسا کیا گیا ہے، نبی کو بشر محض ماننا ایک بات ہے اور مثل بشر یا بشر جیسا تسلیم کرنا دوسری بات۔ دونوں کے الگ الگ مطالبات اور نتائج ہیں" اھ

موصوف نے اپنی رائے کی دلیل میں فرمایا ہے "دیکھنا یہ ہے کہ خود قرآن نے لفظ مثل کو کس معنی میں برتا ہے۔ قرآن حکیم میں لفظ مثل پانچ مزید مقامات پر آیا ہے ۔ سورۂ مائدہ میں ہابیل اور قابیل کا واقعہ بیان کرتے ہوئے قابیل کو کوّے کی مثل قرار دیا ہے۔ سورہ جمعہ میں توریت پر عمل نہ کرنے والوں کو اس گدھے کی مثل کہا ہے جو اپنی پیٹھ پر کتابوں کا بوجھ لئے ہوتا ہے۔ سورہ اعراف میں غدار اور منکر قوموں اور ملتوں کو کتوں کی مثل کہا ہے۔ سورۂ حشر میں منافقوں کو شیطان کی مثل کہا ہے۔ سورہ انعام میں پرندوں کو انسانی امتوں کی مثل قرار دیا ہے۔ یہ آیات شاہد ہیں کہ قابیل عین کوا نہیں کوا عین قابیل نہیں، منکر عین گدھا نہیں گدھا عین منکر نہیں، غدار عین کتا نہیں اور کتا عین غدار نہیں، منافق عین شیطان نہیں، شیطان عین منافق نہیں، پرندے عین انسان نہیں اور انسان عین پرندے

اس سوال کا جواب ملاحظہ کرنے سے پہلے ایک قابل ذکر بات یہ ہے کہ موصوف نے ان آیات میں مِثل اور مَثَل میں کوئی فرق نہیں سمجھا اور استدلال کر گئے۔ اس پہلو سے بھی موصوف کو غلط فہمی ہوئی ہے، ہم اسے طلب پہلو ذکر کرتے ہیں: سے

۵؎ برہان دہلی اکتوبر ۱۹۶۸ء ص ۲۳۲

۶؎ برہان دہلی اکتوبر ۱۹۶۸ء ص ۲۳۴

۱۔ قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوا ہے کسی بھی زبان کو سمجھنے کے لئے اس زبان کے قواعد جاننا ضروری ہیں، قرآن عزیز سمجھنے کے لئے سب سے پہلے عربی دانی ضروری ہے ورنہ ٹھوکر کھانا یقینی ہے۔ بیشتر لوگ اس راستے میں ٹھوکر کھا کر منزل مقصود کے تعین میں غلط ثابت ہوئے،

موصوف نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "انما انا بشر مثلکم" "میں تمہاری طرح ایک بشر ہوں" کا ترجمہ فرماتے ہیں مطلب یہ بیان کیا ہے۔ کہ بشر اور مثل میں فرق ہے۔ یعنی بشر مثل بشر کب ہوسکتا ہے وغیرہ ——— عرض ہے کہ اگر قرآن کو یہی مفہوم ادا کرنا ہوتا تو وہ یوں نہ کہتا ــ "انا مثل بشر" ہم تمام جانتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں، کہ قرآن کتاب مبین ہے، اس میں کسی قسم کی ژولیدگی (نعوذ باللہ) نہیں پائی جاتی۔ اگر مثل بشر کا مفہوم ظاہر کرنا ہوتا تو قرآن صاف صاف بیان کرتا۔ عربی قاعدے کے لحاظ سے "انا" مبتدا ہوگا "بشر" خبر اول اور "مثلکم" خبر ثانی ہوگی۔ ترجمہ یہ ہوگا "میں ایک بشر ہوں تمہاری طرح ہوں" یعنی حقیقتاً بشر ہوتے ہیں، میں تمہاری طرح ہوں، میں بھی کھاتا، پیتا، سوتا جاگتا دنیوی امور کو انجام دیتا ہوں، اور تمہاری طرح جسم و جان رکھتا ہوں، لیکن وحی، تلقی الہام اور نبوت کے اوصاف سے متصف ہونے کی وجہ سے میں تم لوگوں سے برتر ہوں۔

موصوف نے فرمایا ہے کہ بشر اور مثل بشر میں فرق ہے مثل عین کی طرح نہیں ہوتا۔ اگرچہ موصوف کے قول کی تردید اوپر ہو گئی ہے۔ پھر بھی میں ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر زید بکر سے یہ کہے کہ میں تمہاری طرح مسلمان ہوں تو کیا بکر کا اسلام الگ ہے اور زید کا اسلام الگ، یعنی نہ تو زید کا اسلام

حاشیہ بقیہ ص۵۳ کا ۱

جلد ۲، ص ۴۳، ۴۸۱، اور فتح القدیر جلد ۳ سورۃ الکہف آیت ۱۱۰
نیز المصباح المنیر للرافعی جلد اول کتاب المیم ص ۵۶۳۔

ہیں اسلام بکر ہے اور نہ بکر کا اسلام ہیں اسلام زید — دونوں الگ الگ مسلمان ہیں۔

قرآن کتاب مبین ہے۔ یہ صاف صاف کہتی ہے کہ میں تو بس بشر ہوں تمہاری طرح ہوں یہ لیکن افسوس لوگ اس کا غلط معنی سمجھ بیٹھتے ہیں۔ اے کاش لوگ صحیح رخ پر سوچتے۔

۲۔ قرآن مجید میں دوسری جگہوں پر یہی مضمون بغیر مثل کے محض لبشر استعمال ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وقالوا لن نومن لك — قل سبحان ربي هل كنت الا بشراً رسولاً۔ (۹۳-بنی اسرائیل ۱۷)

اے نبی ان سے کہو پاک ہے میرا پروردگار کیا میں ایک پیغام لانے والے انسان کے سوا اور بھی کچھ ہوں؟

اس آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت صاف واضح ہے۔ یہاں مثلکم یا اس جیسا کوئی کلمہ نہیں ہے جو اشتباہ پیدا کر سکے۔ اس سے آگے والی آیت میں بھی ہے — ارشاد ہے۔

وما منع الناس ان يؤمنوا اذجاءهم الهدى الا ان قالوا ابعث الله بشراً رسولاً۔ (۹۴ بنی اسرائیل)

لوگوں کے سامنے جب کبھی ہدایت آئی تو اس پر ایمان لانے سے ان کو کسی چیز نے نہیں روکا مگر ان کے اسی قول نے کہ کیا اللہ نے بشر کو پیغمبر بنا کر بھیج دیا؟

یہ دونوں آیتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کے سلسلے میں نہایت صریح ہیں۔ خود کفار کو بھی اس باب پر یقین تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں۔ اسی وجہ وہ اعتراض بھی کرتے تھے۔ اور اگر آپ (نعوذ باللہ) بشر نہ ہوتے تو انہیں اعتراض کا مزید موقع مل جاتا کہ واہ، ہم انسانوں کے معاملات و مسائل یہ پیغمبر جانے؟ پیغمبر بشر ہوتا تو اسے کچھ معلوم بھی ہوتا۔ ہمارے مسائل سمجھتا نہیں حل کرنے کی کوشش کرتا لیکن یہ تو بشر ہے ہی نہیں —

کفار کے اس تعجب کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے۔ ارشاد ہے۔

(اکان للناس عجبا أن اوحینا الی رجل منھم۔

یہاں پر قرآن نے صاف صاف "رجل منھم" کہا ہے یعنی انہیں کے درمیان کا ایک آدمی "منھم" واضح طور پر یہ بتا رہا ہے کہ "رجل" اور "ھم" دونوں ایک ہی جنس سے تعلق رکھتے ہیں۔

۳ :- آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی عام انسانوں اور نبیوں کی طرح ایک انسان اور نبی تھے۔ ایک انسان کے اندر انسان ہونے کی وجہ سے جو صلاحیتیں مطلوب اور لازمی ہیں وہ تمام آپ کے اندر بدرجہ اتم موجود تھیں، عام انسانوں سے آپ صرف وحی حاصل کرنے یا کلام الٰہی سے سرفراز ہونے، اور نبوت کے عظیم مرتبہ پہ فائز ہونے کے لحاظ سے بلند و برتر تھے۔ قرآن مجید نے ان صفات کو جگہ جگہ کھول کھول کر بیان کیا ہے جو آپ کی بشریت پر بین دلیل ہیں بطور مثال چند مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) النصاری آپ صلی اللہ علیہ ؟؟) صرف تبلیغ کرنا اور کلام الٰہی کو لوگوں تک پہنچا دینا تھا۔ اس کے برعکس آپ کو یہ اختیار نہ تھا کہ آپ صلی اللہ [illegible] کے مطابق کسی کو مشرف باسلام کر دیتے حتیٰ کہ اپنے رحیم و شفیق [illegible] کو بھی آپ مسلمان نہ کر سکے، یہ بات بشریت پر دال ہی تو ہے۔ ارشاد ہے

(۱) انما انت مذکر لست علیھم بمصیطر۔ الغاشیۃ

(۲) وما انت علیھم بجبار (۳) وما انت علیھم بوکیل۔ [illegible]

اور اس سے بڑھ کر مزید فرمایا۔

(۴) وما اکثر الناس ولو حرصت بمومنین

(۵) انک لا تسمع الموتیٰ ولا تسمع الصم الدعاء

اور اس کے بعد صاف صاف فرما دیا۔

(۱) انما انت نذیر واللہ علی کل شئی وکیل ٥

(۲) انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ۔

[illegible] تمام آیتیں اس بات پر دلالت کر رہی ہیں کہ اگر آپ مافوق البشر ہستی ہوتے تو انسانوں کی طرح نہ ہوتے بلکہ آپ جو چاہتے چشم زدن میں ہو جاتا حالانکہ آیات کی روشنی میں حقیقت اس کے برعکس ہے۔

(ب) غم کرنا، کسی بات پر کبیدہ خاطر ہونا اور حزن و ملال کا پیدا ہونا ایک انسان کا ہی خاصہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا نہ ماننا اور مشرکوں کے انکار کرنے سے آپ کے اندر حزن و ملال جیسی کیفیت کا پیدا ہونا ایک امر طبعی تھا۔ ارشاد ہے۔

(۱) ولا یحزنک قولہم۔ یونس ع ۷ ۔ (۲) ولا تحزن علیہم۔ الحجر ع ۶

(۳) فلا تحزن علیہم ولا تکن فی ضیق۔ النمل ع ۶

(۴) فلا تذہب نفسک علیہم حسرات۔ فاطر ع ۲

ان آیتوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جس طرح غم و حزن اور صدمہ و ملال بشر کا خاصہ ہے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی انسان ہونے کی وجہ سے ان چیزوں سے دوچار ہوتے تھے۔

[illegible] نسیان بھی انسان کا خاصہ ہے۔ آپ [illegible]
[illegible] ارشاد ہے۔

[illegible] اذا نسیت [illegible] الکہف [illegible]
[illegible] کرتی ہیں۔

[illegible]

[illegible] جگہ مخاطب کیا گیا ہے۔

[illegible]

[illegible] دون [illegible] الاحزاب ع ۴

[illegible] ایک جگہ یوں ہے۔

[illegible] محمد ابا احد من رجالکم (الاحزاب ع ۵)

تمام انسانوں کو موت آچکی ہے آپ بھی انسان ہیں اور آپ کو بھی موت آنی ہے۔

دوسری جگہ ہے۔

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل أفائن
مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ۔ ال عمران ع ۱۵

تیسری جگہ کفار و مشرکین اور آپ کی خدا کے یہاں حضوری کو ان الفاظ میں بیان فرمایا گیا۔

انک میت وانهم میتون (الزمر ع ۳) عقلمندان را اشارہ کافی است

(۵) جس طرح انسان غیب کی بات نہیں جانتا ٹھیک اسی طرح آپ بھی غیب داں نہیں تھے ــــ آپ سے کفار و مشرکین بار بار پوچھتے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) عذاب کب آئے گا یا قیامت کب آئے گی تو آپ ہر بار یہی جواب دیتے کہ مجھے اس کا علم نہیں اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے ۔ ارشاد ہے۔

قل ان ادری أقریب ما توعدون ام یجعل له ربی امدا
عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول
(الجن ۔ ع ۲)

اور یہ حالت یہاں تک تھی کہ اپنے اوپر نازل ہونے والی کتاب تک کا آپ کو پتہ نہ تھا ۔ ارشاد ہے ۔

وما کنت ترجوا ان یلقی الیک الکتاب الا رحمة من ربک ۔ القصص ع ۹

آپؐ کی بیویوں تک کو یہ یقین تھا اور سب یہ جانتی تھیں کہ آپ کو غیب کا علم نہیں ہے ۔ ایک بی بی صاحبہ پر جب آپؐ نے ان کے راز فاش کر دینے کے بارے میں ان سے دریافت کیا تو انہوں نے حیرت سے پوچھا کہ آپؐ کو اس کی خبر کیسے ہو گئی۔

فلما نبأها به قالت من انبأك هذا (التحریم ع ۱) آپؐ نے جواب میں ارشاد فرمایا ۔

قال نبأنی العلیم الخبیر (التحریم ع ۱)

علم غیب نہ رکھنے کی وجہ سے ہی تو آپؐ نے نابینا صحابی سے اعراض کیا تھا

جس پر ارشاد ہوا ۔ وما یدریک لعلہ یزکی او یذکر فتنفعہ الذکری ؟ (عبس)

مندرجہ بالا آیتیں یہ ظاہر کر رہی ہیں کہ آپ انسانوں کی طرح عالم الغیب نہ تھے آپ انسانوں ہی کی طرح ہی سے تھے ۔ البتہ اللہ تعالیٰ کا آپ پر فضل خاص وحی اور نبوت جیسی نعمت کی صورت میں ہوا ، جو دوسرے انسانوں کو میسر نہ تھی ورنہ آپ انسان تھے اور انسانوں ہی جیسی خصوصیات رکھتے تھے ۔

(ھ) کھانا پینا ، اور اسی کے تقتضیات وغیرہ انسان کا خاصہ ہیں ۔ آپ بھی کھاتے پیتے چلتے پھرتے اور دنیوی امور انجام دیتے تھے ، یہی وجہ تھی کہ کفار و مشرکین کو آپ پر ایمان لانے میں تذبذب ہوتا کہ یہ تو انسان ہے ہم اس پر کیسے ایمان لائیں ۔ ارشاد ہے ۔

(۱) وقالوا ما لھذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق لولا انزل الیہ ملک (الفرقان ع ۱)

(۲) ما ھذا الا بشر مثلکم یاکل مما تاکلون ویشرب مما تشربون ۔ (المومنون ع ۳)

(ز) بیوی کا رکھنا اور بچے کی طلب رکھنا یہ تمام ایک بشر کا خاصہ ہے ۔ عام انسانوں کی طرح آپ کے بھی بیوی بچے تھے ، ارشاد ہے ۔

(۱) یا ایھا النبی قل لازواجک (۲) یا ایھا النبی انا احللنا لک ازواجک (الاحزاب ع ۵)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو بھی جگہ جگہ مخاطب کیا گیا ہے ۔ ارشاد ہے ۔

یا نساء النبی من یات منکن بفاحشۃ مبینۃ (الاحزاب ع ۴)

آپ کی اولاد کے سلسلے میں ایک جگہ یوں ہے ۔

ما کان محمد ابا احد من رجالکم (الاحزاب ع ۵)

یعنی ان کے تو نہیں ہاں لڑکیاں ہیں — دوسری جگہ ہے۔

یا أیها النبی قل لازواجک وبناتک (الاحزاب ع ۸)

(ح) عام انسانوں کو بشریت کے تقاضے سے جس طرح گمراہی سے قریب ہونے کا خوف اور اندیشہ رہتا ہے۔ اسی طرح دوسرے پیغمبروں کو بھی تھا اور آپ کو بھی یہ تقاضائے بشریت ہو سکتا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ پر اور دوسرے انبیاء پر فضل خاص فرمایا۔ ارشاد ہے۔

وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیته۔ (الحج ع ۷)

فاصبر لحکم ربک ولا تکن کصاحب الحوت اذ نادی وهو مکظوم (القلم ع ۲) وان کادوا لیفتنونک عن الذی اوحینا الیک لتفتری علینا غیره واذاً لاتخذوک خلیلاً ولولا ان ثبتناک لقد کدت ترکن الیهم شیئاً قلیلاً (بنی اسرائیل ع ۸)

آپ کو خود لغزشوں پر تنبیہ کی گئی — ارشاد ہے۔

عبس وتولی ان جاءه الاعمیٰ (عبس)

یہ تمام چیزیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت پر دلیل قاطع ہیں۔

(ط) طبعی کیفیات کا رکھنا بھی ایک انسان کا ہی خاصہ ہے۔ انسانوں کی طرح آپ بھی ذوق شوق اور تمنا رکھتے تھے۔ ارشاد ہے۔

لا تحرک به لسانک لتعجل به ان علینا جمعه وقرآنه (القیامه ع ۱)

ایک دوسری جگہ ہے۔

یا ایها النبی لم تحرم ما احل الله لک تبتغی مرضات ازواجک (التحریم ع ۱)

(ی) جس طرح عام انسان مغفرت کے خواہش مند ہیں اور انہیں مغفرت حاصل کرنے کی تعلیم دی گئی ہے اسی طرح آپ کو بھی حکم دیا گیا کہ استغفار کریں۔ ارشاد ہے

واستغفراللہ (النساء ع ۱۶) فسبح بحمد ربك واستغفره (النصر) واستغفر لذنبك وسبح بحمد ربك بالعشی والابکار (المومن، ع ۶)

اسی طرح غضب، خوف اور دوسری انسانی فطرت کی چیزیں آپ کے اندر موجود تھیں جن سے آپ کا بشریت صاف ظاہر ہوتا ہے۔

(باقی)

فلسفہ کیا ہے؟

از

ڈاکٹر میر ولی الدین، سابق صدر شعبۂ فلسفہ جامعہ عثمانیہ، حیدرآباد دکن

یہ میر ولی الدین صاحب کے چار نہایت اہم مقالات کا مجموعہ ہے جو حسب ذیل عنوانات پر مشتمل ہے

(۱) قرآن اور فلسفہ (۲) فلسفہ کیا ہے؟ (۳) ہم فلسفہ کیوں پڑھیں؟ (۴) فلسفہ کی دشواری۔

ان چاروں مقالات میں فلسفہ کے رموز ونکات کی تشریح نہایت دلنشین انداز اور آسان زبان میں کی گئی ہے فلسفہ جیسے خشک موضوع پر ایسے اچھے مضامین ایک محقق اور تجربہ کار استاد ہی لکھ سکتا ہے۔

پہلے مقالے کا عنوان "قرآن اور فلسفہ" ہے اس میں سائنس اور فلسفہ کے فرق کو واضح کیا ہے اور قرآن کی تعلیمات کی روشنی میں فلسفہ کی تعریف اور سائنس کے نظریات کا تجزیہ کیا ہے۔ زبان آسان اور شگفتہ۔ کتابت وطباعت اچھی ہے سائز $\frac{20\times30}{16}$

صفحات ۱۱۸ مجلد قیمت ۸/- روپے۔